فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

نظر ثانی : حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۹۶

﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا
تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ
بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٙ فَمَنْ
تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ
يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ﴾

ح ص ر

حَصَرَ (ن) حَصْرًا : تنگی کرنا، گھیرنا۔

حَصِرَ (س) حَصَرًا : تنگی محسوس کرنا۔ گھٹن محسوس کرنا۔ ﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ﴾ (النساء: ۹۰) ''یا وہ لوگ آئیں تمہارے پاس تنگی محسوس کرتے ہوئے اپنے سینوں میں کہ وہ قتال کریں تم سے۔''

اُحْصُرْ (بابِ نَصَرَ سے فعل امر) : تو گھیر' تو قید کر۔ ﴿وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ﴾ (التوبة:٥) ''اور تم لوگ پکڑو اُن کو اور قید کرو اُن کو۔''

حَصُوْرٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : بہت زیادہ گھیرا ہوا۔ اصطلاحاً عورتوں سے بے رغبتی کرنے والے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا﴾ (آل عمران:٣٩) ''اور سردار اور عورتوں سے بے رغبتی والا اور نبی۔''

حَصِيْرٌ (فَعِيْلٌ کا وزن) : گھیرنے والا۔ اصطلاحاً قید خانے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا﴾ (بنی اسراءیل) ''اور ہم نے بنایا جہنم کو کافروں کے لیے ایک قید خانہ۔''

اَحْصَرَ (افعال) اِحْصَارًا : کسی کو کسی کام سے روک دینا۔ (آیت زیرِ مطالعہ)

ح ل ق

حَلَقَ (ن) حَلْقًا : گلے پر مارنا' حلق کاٹنا' ذبح کرنا۔

حَلَقَ (ض) حَلْقًا : چھیلنا' بال مونڈنا۔ (آیت زیرِ مطالعہ)

حَلَّقَ (تفعیل) تَحْلِيْقًا: اچھی طرح مونڈنا۔

مُحَلِّقٌ (اسم الفاعل): مونڈنے والا۔ ﴿اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ﴾ (الفتح:٢٧) ''امن میں ہوتے ہوئے' مونڈتے ہوئے اپنے سروں کو۔''

ب ل غ

بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا : کسی مقصود چیز کی انتہا تک پہنچنا۔ ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:١٩) ''اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تاکہ میں خبردار کروں تم لوگوں کو اس قرآن کے ذریعے اور اس کو جس کو یہ پہنچا۔'' ﴿حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً﴾ (الاحقاف:١٥) ''یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی شدت کو اور وہ پہنچا چالیس سال کو۔''

بَالِغٌ (اسم الفاعل): پہنچنے والا۔ ﴿فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ (الانعام:١٤٩) ''پس اللہ کی ہے پہنچنے والی (یعنی سمجھ میں آنے والی) دلیل۔'' ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ﴾ (الطلاق:٣) ''اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے کام کو پہنچنے والا ہے۔''

مَبْلَغٌ (اسم الظرف) : پہنچنے کی جگہ۔ ﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ (النجم:٣٠)

''یہ ان کے پہنچنے کی انتہا ہے علم میں سے۔''

بَلُغَ (ک) بَلَاغَۃً : آسانی سے پہنچنا' واضح ہونا' فصیح ہونا۔

بَلِیْغٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت) : واضح' فصیح۔ ﴿وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا﴾ (النساء) ''اور آپؐ کہیں ان سے ان کے بارے میں کوئی واضح بات۔''

اَبْلَغَ (افعال) اِبْلَاغٌ: پہنچانا۔ ﴿لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ﴾ (الجن:۲۸) ''تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے پہنچا دیا ہے اپنے ربّ کے پیغامات کو۔''

بَلَاغٌ (یہ باب افعال کا ایک مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی) : پہنچانا' پیغام۔ ﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ﴾ (المائدۃ:۹۹) ''ان رسولؐ پر نہیں ہے مگر پہنچانا۔'' ﴿اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ﴾ (الانبیاء) ''یقیناً اس میں ایک پیغام ہے عبادت گزاروں والی قوم کے لیے۔''

اَبْلِغْ (فعل امر) : تو پہنچا۔ ﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ﴾ (التوبۃ:٦) ''یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کا کلام' پھر اسے پہنچا دو اُس کی امن کی جگہ۔''

بَلَّغَ (تفعیل) تَبْلِيْغًا : آہستہ آہستہ یا رفتہ رفتہ پہنچانا۔ ﴿الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:۳۹) ''وہ لوگ جو آہستہ آہستہ پہنچاتے رہتے ہیں اللہ کے پیغامات۔''

بَلِّغْ (فعل امر) : تو آہستہ آہستہ پہنچاتا رہ۔ تبلیغ کرتا رہ۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (المائدۃ:٦٧) ''اے رسولؐ! آپؐ پہنچاتے رہیں اس کو جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف آپؐ کے ربّ کی جانب سے۔''

ا ذ ی

اَذِیَ (س) اَذًی : تکلیف پہنچنا' دکھ پہنچنا۔

اَذًی (اسم ذات بھی ہے) : جسمانی اور نفسیاتی تکلیف' اذیت' کوفت۔ (آیت زیر مطالعہ)

آذٰی (افعال) اِيْذَاءً : تکلیف پہنچانا' اذیت دینا۔ ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾ (الاحزاب:٦٩) ''تم لوگ مت ہو اُن کی طرح جنہوں نے اذیت دی موسیٰؑ کو۔''

اٰذِ (فعل امر) : تو تکلیف دے' دکھ دے۔ ﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا﴾ (النساء:١٦) ''اور وہ دونوں جو پہنچتے ہیں تم میں سے اس تک (یعنی یہ کام کرتے ہیں) تو تم لوگ تکلیف دو ان دونوں کو۔''

ترکیب : ''وَاَتِمُّوْا'' فعل امر ہے۔''اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ'' اس کا مفعول ہے اور ''لِلّٰہِ'' متعلق فعل ہے۔''فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ'' شرط ہے اور ''فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ'' جواب شرط ہے۔''فَمَا'' کا ''مَا'' موصولہ ہے۔''اِسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ'' اس کا صلہ ہے۔ یہ صلہ موصول مل کر مبتدأ ہے' جبکہ اس کی خبر اور متعلق خبر ''وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ'' محذوف ہے۔''لَا تَحْلِقُوْا'' فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''رُءُ وْسَکُمْ'' مفعول ہے۔ ''یَبْلُغُ'' فعل لازم ہے۔''الْھَدْیُ'' فاعل ہے اور اس کا مفعول نہیں آئے گا۔''مَحِلَّہٗ'' ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔''فَمَنْ کَانَ'' سے ''رَّاْسِہٖ'' تک شرط ہے اور ''فَفِدْیَۃٌ'' جواب شرط ہے۔''مِنْ'' بیانیہ ہے۔''صِیَامٍ' صَدَقَۃٍ' نُسُکٍ'' فدیہ کی وضاحت کے لیے ہے۔''فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ'' شرط ہے' اس کی ضمیر مفعولی ''ہٗ'' محذوف ہے جو کہ ''الْھَدْیَ'' کے لیے ہے۔''فَصِیَامُ'' سے ''اِذَا رَجَعْتُمْ'' تک جواب شرط ہے۔ اس کے بعد ''وَاجِبٌ عَلَیْہِ'' محذوف ہے۔''تِلْکَ'' مبتدأ اور ''عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ'' خبر ہے۔ یہ جملہ تاکید کے لیے ہے۔''ذٰلِکَ'' کا اشارہ اس آیت میں مذکور واجبات کی طرف ہے اور یہ مبتدأ ہے۔ اس کی بھی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے' جبکہ ''لِمَنْ'' سے ''الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' تک متعلق خبر ہے۔''لَمْ یَکُنْ'' کا اسم ''اَھْلُہٗ'' ہے جبکہ ''حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' اس کی خبر ہے۔''کَانَ'' کی خبر ہونے کی وجہ سے ''حَاضِرِیْنَ'' نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔''شَدِیْدُ الْعِقَابِ'' مرکب اضافی ہے لیکن اردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا۔ (البقرۃ:۲۔نوٹ:۳)

ترجمہ:

وَاَتِمُّوا : اور تم لوگ پورا کرو — الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ : حج کو اور عمرے کو

لِلّٰہِ : اللہ کے لیے — فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ : پھر اگر تم لوگ روک دیے جاؤ

فَمَا : تو جو — اسْتَیْسَرَ : آسان ہو

مِنَ الْھَدْیِ : قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے تم پر) — وَلَا تَحْلِقُوْا : اور تم لوگ مت مونڈو

رُءُ وْسَکُمْ : اپنے سروں کو — حَتّٰی : یہاں تک کہ

یَبْلُغَ الْھَدْیُ : پہنچے قربانی کا جانور — مَحِلَّہٗ : اپنی منزل پر

فَمَنْ : پھر جو
مِنْكُمْ : تم میں سے
اَوْ بِهٖٓ اَذًى : یا اس کو تکلیف ہو
فَفِدْيَةٌ : تو فدیہ (واجب) ہے
صِيَامٍ : روزہ رکھنا
اَوْ نُسُكٍ : یا کوئی قربانی
اَمِنْتُمْ : تم لوگ امن میں ہو
تَمَتَّعَ : فائدہ اٹھائے
اِلَى الْحَجِّ : حج تک
اسْتَيْسَرَ : آسان ہو

كَانَ : ہو
مَّرِيْضًا : مریض
مِّنْ رَّاْسِهٖ : اپنے سر سے
مِّنْ : جیسے
اَوْ صَدَقَةٍ : یا کوئی صدقہ
فَاِذَآ : پس جب
فَمَنْ : پھر جو
بِالْعُمْرَةِ : عمرے سے
فَمَا : تو جو
مِنَ الْهَدْيِ : قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے اس پر)

فَمَنْ : پھر جو
لَّمْ يَجِدْ : نہ پائے (اس کو)
فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ : تو تین دن کا روزہ رکھنا (واجب) ہے
فِي الْحَجِّ : حج میں
وَسَبْعَةٍ : اور سات
اِذَا رَجَعْتُمْ : جب تم لوگ لوٹو
تِلْكَ : یہ
عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ : پورے دس ہیں
ذٰلِكَ : یہ
لِمَنْ : اس کے لیے ہے جس کے
لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ : گھر والے نہیں ہیں
حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : مسجدِ حرام کے حاضرین
وَاتَّقُوا اللّٰهَ : اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو
وَاعْلَمُوْٓا : اور تم لوگ جان لو
اَنَّ اللّٰهَ : کہ اللہ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ : سخت سزا دینے والا ہے

نوٹ (۱) : اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ حج یا عمرہ کرو، بلکہ کہا گیا ہے کہ انہیں پورا کرو۔ اس لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لینے کے بعد اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مجبوری لاحق ہو جائے تو قربانی کر کے احرام کھول دے، لیکن بعد میں اس کی قضا لازمی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ (۲): قربانی سے پہلے سر مونڈنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی بیماری یا مجبوری سے ایسا کرنا پڑ جائے تو فدیہ میں روزے رکھنے ہوں گے' یا صدقہ دینا ہوگا یا قربانی کرنی ہو گی۔ اس آیت میں اس کا نصاب نہیں دیا گیا۔ البتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کم از کم ایک بکری کی قربانی دے۔ (معارف القرآن)

نوٹ (۳): اسلام سے پہلے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کرنے کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ بات ان لوگوں کے لیے ٹھیک ہے جو مسجدِ حرام کے حاضرین ہیں' یعنی جن کی رہائش حرم کی میقاتوں کے اندر ہے۔ لیکن باہر والوں کے لیے یہ مشکل تھا کہ وہ عمرہ کر کے واپس جائیں اور حج کے لیے دوبارہ سفر کریں۔ چنانچہ اس آیت میں باہر والوں یعنی آفاقی لوگوں کو اجازت دی گئی کہ ایک ہی سفر میں وہ عمرہ سے حج تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد وہ احرام کھول دیں اور حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں' البتہ ایسے حاجیوں کے لیے قربانی کرنا ضروری ہے۔

آیت ۱۹۷

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ﴾

ج د ل

جَدَلَ (ن) جَدْلًا: رسی کو بل دینا۔

جَدِلَ (س) جَدَلًا: بات کو بل دینا' گھمانا پھرانا' بحث کرنا۔ ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (الکہف) ''اور انسان ہر چیز سے زیادہ ہے بحث کرنے میں۔''

جَادَلَ (مفاعلہ) مُجَادَلَةً اور جِدَالًا: ایک دوسرے کی بات کو گھمانا پھرانا' مناظرہ کرنا۔ ﴿يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا﴾ (النحل:۱۱۱) ''جس دن آئے گی ہر جان بحث کرتی اپنے آپ سے۔''

جَادِلْ (فعل امر): تو مناظرہ کر۔ ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ﴾ (النحل:۱۲۵) ''اور تو مناظرہ کر اُن سے اُس (چیز) سے جو سب سے خوبصورت ہے۔''

ز و د

زَادَ (ن) زَوْدًا: سفر کا خرچ مہیا کرنا۔

زَادٌ (اسم ذات) : سامان سفر، زادِ راہ۔ (آیت زیر مطالعہ)
تَزَوَّدَ (تفعّل) تَزَوُّدًا : سفر خرچ ساتھ رکھنا۔
تَزَوَّدْ (فعل امر) : تو سفر خرچ ساتھ رکھ۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب : ''اَلْحَجُّ'' مبتدأ ہے اور مرکب توصیفی ''اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ'' خبر ہے۔ ''فَمَنْ'' میں ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ'' شرط ہے اور ''فَلَا رَفَثَ'' سے ''فِي الْحَجِّ'' تک جوابِ شرط ہے۔ ''فَرَضَ'' کا فاعل اس کی ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنْ'' کے لیے ہے۔ ''اَلْحَجَّ'' اس کا مفعول ہے اور ''فِيْهِنَّ'' متعلق فعل ہے۔ اس میں ''هُنَّ'' کی ضمیر ''اَشْهُرٌ'' کے لیے ہے۔ ''فَرَضَ'' کے بعد ''عَلٰى نَفْسِهٖ'' محذوف ہے۔ ''رَفَثَ، فُسُوْقَ اور جِدَالَ'' تینوں سے پہلے لائے نفی جنس ہیں اور یہ مبتدأ ہیں' ان کی خبریں محذوف ہیں جو کہ ''جَائِزٌ'' ہو سکتی ہیں۔ ''مَا'' شرطیہ ہے اس لیے اس کی شرط ''تَفْعَلُوْا'' کا نونِ اعرابی گرا ہوا ہے اور جوابِ شرط ''يَعْلَمْ'' مجزوم ہے۔

باب تفعّل کے ماضی ''تَفَعَّلَ'' سے جمع مذکر غائب کا وزن ''تَفَعَّلُوْا'' بنتا ہے۔ جبکہ اس کے فعل امر ''تَفَعَّلْ'' سے جمع مذکر مخاطب کا وزن بھی ''تَفَعَّلُوْا'' بنتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ''تَزَوَّدُوْا'' کے دونوں امکانات ہیں' لیکن آیت کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہاں یہ فعل امر ہے۔

''فَاِنَّ'' کا اسم ''خَيْرَ الزَّادِ'' ہے' اس لیے اس کے مضاف ''خَيْرَ'' پر نصب آئی ہے اور مرکب اضافی ہونے کی وجہ سے یہ تفضیل کل ہے۔ اردو محاورے کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوتا ہے۔ ''اِنَّ'' کی خبر ''التَّقْوٰى'' ہے اور اس پر لام جنس ہے۔ ''وَاتَّقُوْنِ'' میں ''وَاتَّقُوْا'' فعل امر ہے۔ ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے واوِ الجمع کا الف گر گیا اور ''نِ'' ضمیر مفعولی ''نِيْ'' کا نونِ وقایہ ہے۔

ترجمہ:

اَلْحَجُّ : حج (کے)	اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ : جانے پہچانے مہینے ہیں
فَمَنْ : تو جس نے	فَرَضَ : فرض کیا (خود پر)
فِيْهِنَّ : ان میں	الْحَجَّ : حج کو
فَلَا رَفَثَ : تو کسی قسم کی فحش گوئی نہیں ہے	وَلَا فُسُوْقَ : اور کوئی حکم عدولی نہیں ہے

وَلَا جِدَالَ : اور کوئی تو تو مَیں مَیں نہیں ہے	فِي الْحَجِّ : حج میں
وَمَا : اور جو	تَفْعَلُوْا : تم لوگ کرو گے
مِنْ خَيْرٍ : کوئی بھی بھلائی	يَعْلَمْهُ اللّٰهُ : تو جان لے گا اس کو اللہ
وَتَزَوَّدُوْا : اور تم لوگ سفر خرچ ساتھ رکھو	فَاِنَّ : پس یقیناً
خَيْرَ الزَّادِ : بہترین زادِ راہ	التَّقْوٰى : تقویٰ ہے
وَاتَّقُوْنِ : اور تقویٰ اختیار کرو میرا	يٰاُولِي الْاَلْبَابِ : اے خردمندو

نوٹ (۱) : سامانِ سفر ساتھ رکھنے کے حکم کے ساتھ تقویٰ کو بہترین سامانِ سفر کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف تقویٰ کافی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیگر سامان کے ساتھ بہترین سامان تقویٰ بھی رکھو اور اسے مت بھولو۔

آیت ۱۹۸

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿١٩٨﴾ ﴾

ف ی ض

فَاضَ (ض) فَيْضًا : پیمانہ لبریز ہونے سے پانی کا بہہ نکلنا، ابل پڑنا، پھوٹ بہنا۔ ﴿اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ﴾ (المائدۃ:۸۳) ''ان کی آنکھیں ابل پڑتی ہیں آنسو سے۔''

اَفَاضَ (افعال) اِفَاضَةً : یکبارگی پانی انڈیلنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ مثلاً: (۱) کسی جگہ سے لوگوں کا جوق در جوق نکلنا۔ (آیت زیر مطالعہ) (۲) کسی بات کو پھیلانا، چرچا کرنا۔ ﴿هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ﴾ (الاحقاف:۸) ''وہ خوب جانتا ہے اس کو، تم لوگ چرچا کرتے ہو جس کا۔''

اَفِضْ (فعل امر) : جوق در جوق نکل۔ (آگے آیت ۱۹۹ میں آیا ہے۔)

ترکیب : ''لَيْسَ'' کا اسم ''جُنَاحٌ'' نکرہ آیا ہے، کیونکہ عام قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ ''اَنْ تَبْتَغُوْا'' اس کی خبر ہے۔ ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ'' شرط ہے اور ''فَاذْكُرُوْا'' سے ''هَدٰىكُمْ'' تک جوابِ شرط ہے۔ ''عَرَفٰتٍ'' اسم علم یعنی ایک جگہ کا نام

ہے۔ ''فَاذْكُرُوا'' کا فاعل اس کی ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور لفظ ''اللّٰہَ'' مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے' جبکہ ''عِنْدَ'' ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''اَلْمَشْعَرِ الْحَرَامِ'' بھی اسمِ علم ہے اور مزدلفہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے۔ ''وَاِنْ كُنْتُمْ'' کا ''اِنْ'' مخففہ ہے۔ ''مِنْ قَبْلِهٖ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ہدایت کے لیے ہے۔

ترجمہ:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ : نہیں تم لوگوں پر	جُنَاحٌ : کوئی گناہ
اَنْ تَبْتَغُوْا : کہ تم لوگ جستجو کرو	فَضْلًا : کچھ روزی کی
مِّنْ رَّبِّكُمْ : اپنے ربّ سے	فَاِذَآ : پس جب بھی
اَفَضْتُمْ : تم لوگ جوق در جوق نکلو	مِّنْ عَرَفٰتٍ : عرفات سے
فَاذْكُرُوا : تو یاد کرو	اللّٰهَ : اللہ کو
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ : مشعر حرام کے پاس	وَاذْكُرُوْهُ : اور یاد کرو اس کو
كَمَا : اس طرح جیسے	هَدٰىكُمْ : اس نے ہدایت کی تم کو
وَاِنْ كُنْتُمْ : اور یقیناً تم لوگ	مِّنْ قَبْلِهٖ : اس سے پہلے

لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ : لازماً گمراہ ہونے والوں میں سے تھے۔

نوٹ (۱) : ارشادِ قرآنی ''وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ'' سے ایک اور بھی اصولی مسئلہ نکل آیا کہ ذکر اللہ اور عبادت میں آدمی خود مختار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح چاہے یاد کرے اور جس طرح چاہے اس کی عبادت کرے' بلکہ ذکر اللہ اور ہر عبادت کے خاص آداب ہیں' ان کے موافق ادا کرنا ہی عبادت ہے۔ اس کے خلاف کرنا جائز نہیں اور اس میں کمی بیشی یا مقدم مؤخر کرنا' خواہ اس میں ذکر اللہ کی کچھ زیادتی بھی ہو' وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ نفلی عبادات اور صدقہ وخیرات وغیرہ میں جو لوگ بلا دلیلِ شرعی اپنی طرف سے کچھ خصوصیات اور اضافے کر لیتے ہیں اور ان کی پابندی کو ضروری سمجھ لیتے ہیں' حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو ضروری قرار نہیں دیا' اور ان افعال کے نہ کرنے والوں کو خطاوار سمجھتے ہیں' اس آیت نے ان کی غلطی کو واضح کر دیا۔ (معارف القرآن)

آیت ۱۹۹

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾﴾

ترکیب :فعل امر ''اَفِیْضُوْا'' کا فاعل اس کی ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''اَفَاضَ'' کا فاعل ''النَّاسُ'' ہے' جبکہ ''مِنْ حَیْثُ'' ان دونوں کا ظرف ہے اس لیے محلاً منصوب ہے۔ فعل امر ''اِسْتَغْفِرُوْا'' کا فاعل اس کی ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور لفظ ''اَللّٰہَ'' اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ:

ثُمَّ اَفِیْضُوْا : پھر تم لوگ جوق در جوق نکلو	مِنْ حَیْثُ : جہاں سے
اَفَاضَ : نکلے	النَّاسُ : لوگ
وَاسْتَغْفِرُوا : اور مغفرت طلب کرو	اللّٰہَ : اللہ سے
اِنَّ اللّٰہَ : یقیناً اللہ	غَفُوْرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے
رَّحِیْمٌ : ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	

نوٹ (۱) : قریش خانہ کعبہ کے ''برہمن'' تھے اور عام حاجیوں کی طرح عرفات جا کر قیام کرنے میں ہتک محسوس کرتے تھے' اس لیے وہ لوگ مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وی آئی پی کلچر کے بت کو توڑنے کا حکم دیا ہے' لیکن ہم لوگوں نے اسے اپنے گلے میں اٹکایا ہوا ہے' نہ نگلے بنتا ہے اور نہ اُگلے بنتا ہے۔ اس کلچر کو ہم بُرا بھلا بھی کہتے رہتے ہیں اور چھوڑتے بھی نہیں۔

یہ مسجد ہے کہ بے خانہ' تعجب اس پہ آتا ہے
جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی!

آیت ۲۰۰

﴿فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾﴾

ترکیب : ''فَاِذَا'' میں ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ'' شرط ہے اور ''فَاذْکُرُوْا'' سے ''ذِکْرًا'' تک جوابِ شرط ہے۔ ''کَذِکْرِکُمْ'' میں ''ذِکْرِ'' مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے اور ''اٰبَاءَ'' کو نصب دی ہے۔ تفسیر حقانی کے مطابق ''اَشَدَّ'' حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ''ذِکْرًا'' اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''مَنْ'' یہاں جمع کے مفہوم میں ہے۔ لفظی رعایت کے تحت ''یَقُوْلُ'' واحد آیا ہے اور معنوی لحاظ سے ''رَبَّنَا اٰتِنَا'' پر جمع کی ضمیر آئی ہے۔ ''رَبَّنَا'' میں ''رَبَّ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے حرف

ندا محذوف ہے۔ ''مَا'' نافیہ ہے۔ ''خَلَاقٍ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور اس پر ''مِنْ'' تبعیضیہ لگا ہوا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ ''وَاجِبًا'' یا ''ثَابِتًا'' ہو سکتی ہے۔ ''لَهٗ'' قائم مقام خبر مقدم ہے اور اس کی ضمیر ''مَنْ'' کے لیے ہے جبکہ ''فِی الْاٰخِرَةِ'' متعلق خبر ہے۔

ترجمہ:

فَاِذَا : پس جب	قَضَیْتُمْ : تم لوگ پورا کرلو
مَّنَاسِكَكُمْ : اپنے حج کے اعمال کو	فَاذْكُرُوا : تو یاد کرو
اللّٰهَ : اللہ کو	كَذِكْرِكُمْ : تمہارے یاد کرنے کی مانند
اٰبَآءَكُمْ : اپنے آباء واجداد کو	اَوْ اَشَدَّ : یا زیادہ شدید ہوتے ہوئے
ذِكْرًا : بلحاظ ذکر کے	فَمِنَ النَّاسِ : پس لوگوں میں وہ بھی ہیں
مَنْ : جو	يَّقُوْلُ : کہتے ہیں
رَبَّنَآ : اے ہمارے ربّ!	اٰتِنَا : تو دے ہم کو
فِی الدُّنْيَا : دنیا میں	وَمَا لَهٗ : اور نہیں ہے اس کے لیے
فِی الْاٰخِرَةِ : آخرت میں	مِنْ خَلَاقٍ : بھلائی کا کسی قسم کا کوئی بھی حصہ

آیت ۲۰۱

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾﴾

ترکیب: ''مِنْهُمْ'' کی ضمیر گزشتہ آیت کے لفظ ''النَّاس'' کے لیے ہے۔ ''اٰتِنَا'' میں ''اٰتِ'' فعل امر ہے' ضمیر مفعولی ''نَا'' مفعول اوّل ہے اور ''حَسَنَةً'' مفعول ثانی ہے۔ ''قِنَا'' میں ''قِ'' فعل امر ہے' ضمیر مفعولی ''نَا'' مفعول اوّل ہے اور ''عَذَابَ النَّارِ'' مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ:

وَمِنْهُمْ : اور ان میں وہ بھی ہیں	مَّنْ : جو
يَّقُوْلُ : کہتے ہیں	رَبَّنَآ : اے ہمارے رب
اٰتِنَا : تو دے ہم کو	فِی الدُّنْيَا : دنیا میں
حَسَنَةً : بھلائی	وَّفِی الْاٰخِرَةِ : اور آخرت میں

حَسَنَةً : بھلائی وَّقِنَا : اور تو بچا ہم کو

عَذَابَ النَّارِ : آگ کے عذاب سے

آیت ۲۰۲

﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾

ن ص ب

نَصَبَ (ف۔ض) نَصْبًا : (۱) کسی چیز کو گاڑنا' جمانا۔ (۲) کسی کو تکلیف دینا۔ ﴿وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴾ (الغاشیة) ''اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے کہ) کیسے وہ جمائے گئے۔''

نَصِبَ (س) نَصَبًا: محنت کرنا' کوشش کرنا۔

اِنْصَبْ (فعل امر) :تو محنت کر' کوشش کر۔ ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾﴾ (الم نشرح/الانشراح) ''پس جب بھی آپؐ فارغ ہوں تو آپؐ محنت کریں اور اپنے ربّ کی طرف پھر رغبت کریں۔''

نَاصِبٌ (اسم الفاعل) : محنت کرنے والا' کوشش کرنے والا۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾﴾ (الغاشیة) ''کچھ چہرے اُس دن خوف زدہ ہونے والے ہیں' عمل کرنے والے' محنت کرنے والے۔''

نَصَبٌ (اسم ذات) : مشقت' تکلیف۔ ﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ﴾ (الحجر:۴۸) ''نہیں پہنچے گی ان کو اس میں کوئی مشقت۔''

نُصْبٌ (اسم ذات) :ایذا' تکلیف۔ ﴿اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾﴾ (صٓ) ''کہ چھوا مجھ کو شیطان نے ایذا سے اور عذاب سے۔''

نُصُبٌ ج اَنْصَابٌ (اسم ذات) : بھینٹ چڑھانے کی علامت کے لیے گاڑے ہوئے پتھر' استھان' بت۔ ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (المائدۃ:۳) ''اور جو ذبح کیا گیا استھان پر۔'' ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ﴾ (المائدۃ:۹۰) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ نشہ اور جوا اور استھان اور پانسے نجاست ہیں۔''

نَصِيْبٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر اسم المفعول کے معنی میں صفت) : گاڑا ہوا' جمایا ہوا۔ پھر کسی چیز کے کسی کے لیے مقرر کردہ حصے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (آیت زیر مطالعہ)

س ر ع

سَرُعَ (س۔ک) **سَرَعًا** اور **سُرْعَةً** :کوئی کام تیزی سے کرنا' جلدی کرنا۔

اَسْرَعُ (افعل التفضیل) : زیادہ تیز یا سب سے تیز۔ ﴿وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ﴾ (الانعام) ''اور وہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے۔''

سَرِيْعٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت): جلدی کرنے والا' تیز۔ (آیت زیر مطالعہ)

سَارَعَ (مفاعلہ) **سِرَاعًا** :ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے جلدی کرنا' سبقت کرنا۔ ﴿وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ﴾ (آل عمران:۱۱٤) ''اور وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں بھلائیوں میں۔''

سَارِعْ (فعل امر) :تو سبقت کر۔ ﴿وَسَارِعُوْآ اِلٰى مَغْفِرَةٍ﴾ (آل عمران:۱۳۳) ''اور تم لوگ باہم سبقت کرو مغفرت کی طرف۔''

ح س ب

حَسَبَ (ن) **حَسَبًا** :گنتی کرنا' شمار کرنا یعنی حساب رکھنا' حساب کرنا۔

حَسِبَ (س۔ح) **حِسْبَانًا** :خیال کرنا' گمان کرنا۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ (البقرة:۲۱٤) ''کیا تم لوگوں نے گمان کیا کہ تم لوگ داخل ہو گے جنت میں؟''

حَاسِبٌ (اسم الفاعل) :حساب رکھنے والا' حساب کرنے والا۔ اوپر لفظ ''اَسْرَعُ'' ۔ (الانعام:٦٢).

حَسِيْبٌ (فَعِيْلٌ کا وزن) :ہمیشہ اور ہر حال میں حساب کرنے والا۔ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ (النساء) ''اور کافی ہے اللہ بطور حساب کرنے والے کے۔''

حُسْبَانٌ (فُعْلَانٌ ـــ ...ن پر مبالغہ کا صیغہ) : (۱) بے انتہا حساب رکھنے والا۔ (۲) سخت پکڑ کرنے والا (حساب کے نتیجے میں)' آفت۔ ﴿وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ (الانعام:٩٦) ''اور اس نے بنایا رات کو سکون اور سورج اور چاند کو حساب رکھنے والا۔'' ﴿وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (الکهف:٤٠) ''اور وہ بھیجے اس پر کوئی آفت آسمان سے۔''

حَسْبُ (اسم فعل) : حساب کتاب میں پورا' یعنی کافی۔ ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (آل عمران) ''کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا ہی اچھا وکیل ہے!''

حَاسَبَ (مفاعلہ) **مُحَاسَبَةً** اور **حِسَابًا** : کسی سے کسی چیز کا حساب مانگنا' حساب لینا۔ ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (البقرة:۲۸٤) ''اور

اگر تم لوگ ظاہر کرو اس کو جو تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اس کو اللہ حساب لے گا تم سے اس کا۔''

اِحْتَسَبَ (افتعال) اِحْتِسَابًا : (۱) اہتمام سے حساب مانگنا۔ (۲) اہتمام سے خیال کرنا۔ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ﴾ (الطلاق:۲'۳) ''اور جو تقویٰ کرتا ہے اللہ کا وہ تو بنا تا ہے اس کے لیے نکلنے کا ایک راستہ۔ اور وہ رزق دیتا ہے اس کو وہاں سے جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔''

ترکیب : ''اُولٰٓئِكَ'' مبتدأ ہے اور ''لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا'' یہ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں ''نَصِيْبٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے۔ خبر محذوف ہے اور ''لَهُمْ'' قائم مقام خبر مقدم ہے' جبکہ ''مِمَّا كَسَبُوْا'' متعلق خبر ہے۔ ''اَللّٰهُ'' مبتدأ اور مرکب اضافی ''سَرِيْعُ الْحِسَابِ'' اس کی خبر ہے۔

ترجمہ:

اُولٰٓئِكَ : وہ لوگ ہیں	لَهُمْ : جن کے لیے
نَصِيْبٌ : ایک حصہ ہے	مِّمَّا : اس میں سے جو
كَسَبُوْا : انہوں نے کمایا	وَاللّٰهُ : اور اللہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ : حساب لینے میں تیز ہے	

نوٹ (۱) : سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۰۰ میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا میں مانگتے ہیں۔ وہاں پر بتا دیا گیا کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا' یعنی دنیا میں ملے گا یا نہیں' اور ملے گا تو کتنا' اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت سے کرے گا' لیکن یہ بات یقینی ہے کہ انہیں آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ پھر آیت ۲۰۱ میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا اور آخرت' دونوں جگہ مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا' اس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے کہ جو نیکی انہوں نے کمائی ہے اس کا کچھ حصہ انہیں دنیا میں ملے گا اور کچھ حصہ آخرت میں۔ اس بات کی مزید وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے (ترجمہ نہیں) کہ ایک غازی' جس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے قتال میں حصہ لیا' پھر مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لیا' اس نے اپنے اجر کا دو تہائی حصہ وصول کر لیا۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ جو لوگ حدیث کے بغیر قرآن مجید سے ہی سب کچھ سمجھنا چاہتے ہیں وہ لوگ اپنی دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ یہ حدیث آیت ۲۰۱ سے ٹکراتی ہے' یعنی اس کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی قرآن فہمی کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے جس پر اُن کا تکیہ ہے۔